آیۃ الکرسی

اور عظمتِ الٰہی

تالیف
حافظ جلال الدین قاسمی
فاضل دار العلوم دیوبند، ایم اے میسور یونیورسٹی (انڈیا)

تخریج وتحقیق
مولانا محمد ارشد کمال

نظر ثانی وتعلیقات
ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن

مکتبہ افکارِ اسلامی

آیۃ الکرسی
اور عظمتِ الٰہی
مکتبہ افکارِ اسلامی

آیۃ الکرسی
اور
عظمتِ الٰہی

تالیف

حافظ جلال الدین قاسمی

فاضل دارالعلوم دیوبند، ایم اے میسور یونیورسٹی (انڈیا)

تخریج و تحقیق

مولانا محمد ارشد کمال

نظر ثانی وتعلیقات

ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن

مکتبہ افکارِ اسلامی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نامِ کتاب	:	آیۃ الکرسی اور عظمتِ الٰہی
مؤلف	:	حافظ جلال الدین قاسمی (مالیگاؤں، انڈیا)
تخریج وتحقیق	:	مولانا محمد ارشد کمال
نظرثانی وتعلیقات	:	ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن
ضخامت	:	۴۸ صفحات
اشاعت (اول)	:	اپریل ۲۰۱۵ء
مطبع	:	مکتبہ اسلامیہ پرنٹنگ پریس، لاہور
ناشر	:	مکتبہ افکارِ اسلامی

ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ

بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ پاکستان فون: 37232369 - 042-37244973

بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد۔ پاکستان فون: 2641204 - 041-2631204

E-mail:maktabaislamiapk@gmail.com www.facebook.com/maktabaislamiapk

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

فہرست

- تقدیم:......اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی قدرت کی نشانیاں (شہباز حسن)..........5
- آیۃ الکرسی..........13
- آیۃ الکرسی کی فضیلت..........15
- آیۃ الکرسی کی افضلیت کا سبب..........16
- آیۃ الکرسی کے دس مستقبل جملے..........18
- آیۃ الکرسی کا پہلا جملہ..........19
- آیۃ الکرسی کا دوسرا جملہ..........22
- آیۃ الکرسی کا تیسرا جملہ..........26
- آیۃ الکرسی کا چوتھا جملہ..........28
- آیۃ الکرسی کا پانچواں جملہ..........30
- آیۃ الکرسی کا چھٹا جملہ..........32
- آیۃ الکرسی کا ساتواں جملہ..........34
- آیۃ الکرسی کا آٹھواں جملہ..........35

- عرش و کرسی 35
- آیۃ الکرسی کا نواں جملہ 41
- آیۃ الکرسی کا دسواں جملہ 44
- علو، عظمت اور کبریائی میں فرق 45
- آیۃ الکرسی کے دس جملوں میں باہمی ربط 46
- مؤلف کی تحریری کاوشیں 51
- ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن کی تالیفات 51

تقدیم

اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی قدرت کی نشانیاں

اللہ تعالیٰ ہی تمام مخلوقات کا خالق ہے۔ خالق ہی کا استحقاق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے، جو خالق نہیں وہ معبود بھی نہیں ہوسکتا، اسی لیے قرآن مجید میں رب/ خالق کی عبادت کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝۲۱ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً ۠ وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۲۲ ﴾ (البقرۃ:۲/ ۲۱، ۲۲)

”لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمھیں پیدا کیا اور ان لوگوں کو بھی جو تم سے پہلے تھے، تاکہ تم بچ جاؤ۔ جس نے تمھارے لیے زمین کو ایک بچھونا اور آسمان کو ایک چھت بنایا اور آسمان سے کچھ پانی اتارا، پھر اس کے ساتھ کئی طرح کے پھل تمھاری روزی کے لیے پیدا کیے، پس اللہ کے لیے کسی قسم کے شریک نہ بناؤ، جب کہ تم جانتے ہو۔“

انسان اللہ کی قدرت وصنعت اور کاریگری کا شاہکار ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝۶ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝۷ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝۸ ﴾ (الانفطار: ۸۲ / ۶ تا ۸)

”انسان! تجھے تیرے نہایت کرم والے رب کے متعلق کس چیز نے دھوکا دیا؟ وہ جس نے تجھے پیدا کیا، پھر تجھے درست کیا، پھر تجھے برابر کیا۔ جس صورت میں بھی اس نے چاہا تجھے جوڑ دیا۔“

انسانی تخلیق اور اس کے مختلف مظاہر کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نشانیاں قرار دیا ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَاۤ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ۝۲۰ وَ مِنْ
اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَ جَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً
وَّ رَحْمَةً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۲۱ وَ مِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَ اَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ ۝۲۲ وَ مِنْ
اٰیٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّیْلِ وَ النَّهَارِ وَ ابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ
لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ ۝۲۳﴾ (الروم: ۳۰/ ۲۰ تا ۲۳)

”اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمھیں مٹی سے پیدا کیا، پھر اچانک تم بشر ہو، جو پھیل رہے ہو۔ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمھارے لیے تمھی سے بیویاں پیدا کیں، تاکہ تم ان کی طرف (جا کر) آرام پاؤ اور اس نے تمھارے درمیان دوستی اور مہربانی رکھ دی، بے شک اس میں ان لوگوں کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں جو غور کرتے ہیں۔ اور اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنا اور تمھاری زبانوں اور تمھارے رنگوں کا الگ الگ ہونا ہے۔ بے شک اس میں جاننے والوں کے لیے یقینا بہت سی نشانیاں ہیں۔ اور اس کی نشانیوں میں سے تمھارا دن اور رات میں سونا اور تمھارا اس کے فضل سے (حصہ) تلاش کرنا ہے۔ بے شک اس میں ان لوگوں کے لیے یقینا بہت سی نشانیاں ہیں جو سنتے ہیں۔“

انسانی تخلیق کے علاوہ بھی بہت سی نشانیاں ہیں جو عظمتِ الٰہی پر دلالت کرتی ہیں،

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ يُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۲۴ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَ الْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖۗ مِّنَ الْاَرْضِ ۖۗ اِذَاۤ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ۝۲۵ وَ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۝۲۶ وَ هُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَ هُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ؕ وَ لَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۲۷ ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۲۸﴾

(الروم: ۳۰/ ۲۴-۲۸)

”اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ وہ تمھیں خوف اور طمع کے لیے بجلی دکھاتا ہے اور آسمان سے پانی اتارتا ہے، پھر زمین کو اس کے ساتھ اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کر دیتا ہے۔ بے شک اس میں ان لوگوں کے لیے یقینا بہت سی نشانیاں ہیں جو سمجھتے ہیں۔ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں، پھر جب وہ تمھیں زمین سے ایک ہی دفعہ پکارے گا تو اچانک تم نکل آؤ گے۔ اور آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہے اسی کا ہے، سب اسی کے فرماں بردار ہیں۔ اور وہی ہے جو خلق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے، پھر اسے دوبارہ پیدا کرے گا اور وہ اسے زیادہ آسان ہے اور آسمانوں اور زمین میں سب سے اونچی شان اسی کی ہے اور وہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔ اس نے تمھارے لیے خود تمھی میں سے ایک مثال بیان کی ہے، کیا تمھارے لیے ان (غلاموں) میں سے جن کے مالک تمھارے دائیں ہاتھ ہیں، کوئی بھی اس رزق میں شریک ہیں جو ہم نے تمھیں دیا ہے کہ تم اس میں برابر ہو، ان

سے اس طرح ڈرتے ہو جس طرح تم اپنے آپ سے ڈرتے ہو۔ اسی طرح ہم ان لوگوں کے لیے کھول کر آیات بیان کرتے ہیں جو سمجھتے ہیں۔''

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿١٦٣﴾ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَ الْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ بَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّ تَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَ السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿١٦٤﴾﴾ (البقرۃ:٢/ ١٦٣۔١٦٤)

''اور تمھارا معبود ایک ہی معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، بے حد رحم والا، نہایت مہربان ہے۔ بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے اور رات اور دن کے بدلنے میں اور ان کشتیوں میں جو سمندر میں وہ چیزیں لے کر چلتی ہیں جو لوگوں کو نفع دیتی ہیں اور اس پانی میں جو اللہ نے آسمان سے اتارا، پھر اس کے ساتھ زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیا اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیے اور ہواؤں کے بدلنے میں اور اس بادل میں جو آسمان و زمین کے درمیان مسخر کیا ہوا ہے، ان لوگوں کے لیے یقینا بہت سی نشانیاں ہیں جو سمجھتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے حیوانات میں بھی اپنی قدرت کی کئی نشانیاں رکھ دی ہیں۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّ دَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿٦٦﴾﴾ (النحل: ١٦/ ٦٦)

''اور بلاشبہ تمھارے لیے چوپاؤں میں یقینا بڑی عبرت ہے، ہم ان چیزوں میں سے جو اِن کے پیٹوں میں ہیں، گوبر اور خون کے درمیان سے تمھیں خالص دودھ پلاتے ہیں، جو پینے والوں کے لیے حلق سے آسانی سے اتر جانے والا ہے۔''

شہد کی مکھی کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّ مِنَ الشَّجَرِ وَ مِمَّا یَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾ ثُمَّ كُلِیْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِیْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ یَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾﴾ (النحل:١٦/٦٨۔٦٩)

''اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی کہ کچھ پہاڑوں میں سے گھر بنا اور کچھ درختوں میں سے اور کچھ اس میں سے جو لوگ چھپر بناتے ہیں۔ پھر ہر قسم کے پھلوں سے کھا، پھر اپنے رب کے راستوں پر چل جو مسخر کیے ہوئے ہیں۔ ان کے پیٹوں سے پینے کی ایک چیز نکلتی ہے جس کے رنگ مختلف ہیں، اس میں لوگوں کے لیے ایک قسم کی شفا ہے۔ بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لیے یقیناً ایک نشانی ہے جو غور وفکر کرتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کے سوا دیگر ہستیوں کو معبود بنانے والوں کو ظالم (مشرک) کہا گیا ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَ اَلْقٰى فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ وَ بَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ؕ وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِیْمٍ ﴿۱۰﴾ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِیْ مَا ذَا خَلَقَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱۱﴾﴾ (لقمٰن:٣١/١٠۔١١)

''اس نے آسمانوں کو ستونوں کے بغیر پیدا کیا، جنھیں تم دیکھتے ہو اور زمین میں پہاڑ رکھ دیے، تاکہ وہ تمھیں ہلا نہ دے اور اس میں ہر طرح کے جانور پھیلا دیے اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا۔ پھر اس میں ہر طرح کی عمدہ قسم اگائی۔ یہ ہے اللہ کی مخلوق، تو تم مجھے دکھاؤ کہ ان لوگوں نے جو اس کے سوا ہیں کیا پیدا کیا ہے؟ بلکہ ظالم لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔''

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیارات اور مخلوقات کی بے بسی کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ﴾ (فاطر: ۳۵/ ۴۰)

''کہہ دیجیے! کیا تم نے اپنے شریکوں کو دیکھا، جنھیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو؟ مجھے دکھاؤ زمین میں سے انھوں نے کون سی چیز پیدا کی ہے، یا آسمانوں میں ان کا کوئی حصہ ہے، یا ہم نے انھیں کوئی کتاب دی ہے کہ وہ اس کی کسی دلیل پر قائم ہیں؟ بلکہ ظالم لوگ، ان کے بعض بعض کو دھوکے کے سوا کچھ وعدہ نہیں دیتے۔''

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴾ (الروم: ۳۰/ ۴۰)

''اللہ وہ ہے جس نے تمھیں پیدا کیا، پھر تمھیں رزق دیا، پھر تمھیں موت دے گا، پھر تمھیں زندہ کرے گا، کیا تمھارے شریکوں میں سے کوئی ہے جو اِن کاموں میں سے کچھ بھی کرے؟ وہ پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔''

جو خود مخلوق ہو وہ معبود کیونکر ہو سکتا ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴾ (الاعراف: ۷/ ۱۹۱۔۱۹۲)

''کیا وہ انھیں شریک بناتے ہیں جو کوئی چیز پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کیے جاتے ہیں۔ اور نہ ان کی کوئی مدد کر سکتے ہیں اور نہ خود اپنی مدد کرتے ہیں۔''

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّ هُمْ يُخْلَقُوْنَ ؕ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴾ (النحل:۱۶ /۲۰_۲۱)

''اور وہ لوگ جنھیں وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں، وہ کچھ بھی پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کیے جاتے ہیں۔ مردے ہیں، زندہ نہیں ہیں اور وہ نہیں جانتے کب اٹھائے جائیں گے۔''

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۝ وَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّ هُمْ يُخْلَقُوْنَ وَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا وَّ لَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّ لَا حَيٰوةً وَّ لَا نُشُوْرًا ۝ ﴾ (الفرقان:۲۵ /۲_۳)

''وہ ذات کہ اسی کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے اور اس نے نہ کوئی اولاد بنائی اور نہ کبھی بادشاہی میں کوئی اس کا شریک رہا ہے اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا، پھر اس کا اندازہ مقرر کیا، پورا اندازہ۔ اور انھوں نے اس کے سوا کئی اور معبود بنا لیے، جو کوئی چیز پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کیے جاتے ہیں اور اپنے لیے نہ کسی نقصان کے مالک ہیں اور نہ نفع کے اور نہ کسی موت کے مالک ہیں اور نہ زندگی کے اور نہ اٹھائے جانے کے۔''

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو ایک مکھی پیدا کرنے پر بھی قدرت نہیں ہے وہ معبود کس طرح ہو سکتے ہیں، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَ اِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ ۝ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ

اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۷۴﴾ (الحج:۲۲/ ۷۳۔۷۴)

''لوگو! ایک مثال بیان کی گئی ہے، سواسے غور سے سنو! بے شک وہ لوگ جنھیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، ہرگز ایک مکھی پیدا نہیں کریں گے، خواہ وہ اس کے لیے جمع ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے وہ اسے اس سے چھڑا نہ پائیں گے۔ کمزور ہے مانگنے والا اور وہ بھی جس سے مانگا گیا۔ انھوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جو اس کی قدر کا حق تھا۔ بے شک اللہ یقیناً بہت قوت والا ہے، سب پر غالب ہے۔''

اسی غالب اور عظیم ہستی کی عظمت آیۃ الکرسی میں بیان کی گئی ہے۔ خطباء اور واعظین کے لیے تعلیقات میں بہت سی آیات کا حوالہ دے دیا گیا ہے تاکہ بیان کرنے اور تقریر کرنے میں سہولت رہے۔

مجھے اُمید ہے علماء، طلباء اور دیگر عوام وخواص اس کتاب کو پڑھ کر استفادہ کر کے محترم حافظ جلال الدین القاسمی حفظہ اللہ کے حق میں ضرور دعائے خیر کریں گے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کے مؤلف اور جملہ معاونین کی حسنات کو قبول کرے۔ آمین

ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن

اٰیۃ الکرسی

﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ
مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا
بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ
مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ۚ وَ لَا
یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ﴿۲۵۵﴾ ﴾ (البقرۃ:۲/ ۲۵۵)

''اللہ ہی معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ ہے جو قائم ہے اور سب کا قائم رکھنے والا ہے، اسے اونگھ لاحق ہوتی ہے نہ نیند، جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کی ملکیت ہے، کون ہے جو اُس کے حضور اس کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش کرسکے۔ وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے، اور وہ اس کی معلومات میں سے کسی چیز کا بھی احاطہ نہیں کرسکتے مگر جو وہ چاہے، اس کی کرسی آسمانوں اور زمین سب کو حاوی ہے اور ان کی حفاظت اس پر ذرا بھی گراں نہیں اور وہ بلند اور عظیم ہے۔''

آیۃ الکرسی کی فضیلت

یہ آیت آیۃ الکرسی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ بڑی عظمت والی آیت ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کتاب اللہ میں سب سے زیادہ عظمت والی آیت کون سی ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی کو اس کا زیادہ علم ہے۔ آپ نے پھر یہی سوال کیا، بار بار کے سوالات پر انھوں نے جواب دیا کہ آیۃ الکرسی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ابومنذر! اللہ آپ کے لیے آپ کا علم مبارک کرے۔ [1]

صحیح بخاری میں کتاب فضائل القرآن اور کتاب الوکالۃ اور بدء الخلق کے بیان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں وہ فرماتے ہیں:

میں زکوٰۃ رمضان کے مال پر پہرہ دے رہا تھا کہ شیطان آیا اور مال کو سمیٹ سمیٹ کر اپنی چادر میں جمع کرنے لگا۔ تیسری مرتبہ اس نے بتلایا کہ اگر تو رات کو بستر پر جا کر اس آیت کو پڑھ لے گا تو اللہ کی طرف سے تجھ پر ایک حفاظت کرنے والا مقرر ہوگا اور صبح تک شیطان تیرے قریب بھی نہ آ سکے گا۔ [2]

مستدرک حاکم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۃ البقرۃ میں ایک آیت ہے جو قرآن کی تمام آیتوں کی سردار ہے، جس گھر میں وہ پڑھی جائے وہاں سے شیطان بھاگ

[1] صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین، باب فضل سورۃ الکھف وایۃ الکرسی، رقم : ۸۱۰۔

[2] صحیح بخاری، الوکالۃ، باب اذا وکل رجلا...... رقم : ۲۳۱۱، بدء الخلق، باب صفۃ ابلیس، رقم : ۳۲۷۵، فضائل القرآن، باب فضل سورۃ البقرۃ، رقم : ۵۰۱۰۔

جاتا ہے، وہ آیت آیۃ الکرسی ہے۔ [1]

ایک حدیث ہے کہ اللہ کے اسم اعظم کے ذریعے جو دعا اللہ سے مانگی جائے وہ مقبول ہوتی ہے اور اسم اعظم تین سورتوں میں ہے سورۂ بقرہ، سورۂ آل عمران، سورۂ طٰہٰ۔ [2]

ہشام بن عمار خطیب دمشق فرماتے ہیں کہ سورۃ البقرۃ کی آیت آیۃ الکرسی ہے اور آل عمرٰن کی پہلی آیت ہے اور طٰہٰ کی ﴿وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ﴾ ہے۔ [3]

آیۃ الکرسی کی افضلیت کا سبب

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیۃ الکرسی تمام آیات سے افضل کیوں ہے اور اس آیت میں ایسی کون سی زبردست قوت چھپی ہوئی ہے جس کی وجہ سے اس کے پڑھنے والے پر سرکش شیاطین کا بس نہیں چلتا؟

جواب یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی توحید خالص اور اس کی مکمل معرفت اس

---

[1] حاکم، ۱/۵۶۰۔ شیخ البانی نے اسے ضعیف کہا ہے۔ دیکھیے: السلسلة الضعيفة، رقم: ۱۳۴۸۔ اس کی سند میں حکیم بن جبیر ضعیف عند الجمہور ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے اسے جنت میں داخلے سے سوائے موت کے کوئی اور چیز نہیں روکے گی۔ (عمل اليوم و الليلة از امام نسائی: ۱۸۳، سلسلة الاحاديث الصحيحة: ۹۷۲۔ حافظ ابن کثیر اور علامہ ناصرالدین البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔)

[2] ابن ماجة، الدعاء، باب اسم الله الاعظم، رقم: ۳۸۵۶۔

[3] اسے حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں ابن مردویہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے اور طحاوی نے شرح مشکل الآثار میں ابوحفص عمرو بن ابی سلمہ الدمشقی کے حوالے سے اس طرح کی بات نقل کی ہے۔ ۱/۶۳، رقم: ۱۷۷۔

نوٹ:......سورۃ آل عمرٰن کے اس مقام پر بھی اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ کے الفاظ آئے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿الٓمّٓ ۝ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝﴾ ”الم۔ اللہ (وہ ہے کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں، زندہ ہے، ہر چیز کو قائم رکھنے والا ہے۔“ سورۃ طٰہٰ (۲۰/۱۱۱) کی آیت کا ترجمہ یہ ہے: ”اور سب چہرے اس زندہ رہنے والے، قائم رکھنے والے کے لیے جھک جائیں گے۔“ تینوں مقامات پر اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ کے الفاظ مشترک ہیں۔

انداز سے پیش کی گئی ہے کہ اس کی نظیر کسی دوسری آیت میں نہیں ملتی اور مسئلہ توحید کی اہمیت اور عظمتِ شان کا عالم یہ ہے کہ دنیا میں مبعوث کیے جانے والے تمام رسولوں کو یہی حکم دیا گیا کہ وہ انسانیت کے سامنے سب سے پہلا درس توحید خالص کا رکھیں۔ توحیدِ خالص کی اہمیت و عظمت کا اندازہ اس حدیث سے بھی ہوتا ہے جو بخاری و مسلم میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک گدھے پر سوار تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''معاذ! آپ کو معلوم ہے کہ اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول اس بارے میں زیادہ جانتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: اللہ کا بندوں پر حق یہ ہے کہ صرف اسی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ کریں اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ جو کوئی بھی شرک نہ کرے اسے عذاب نہ دے۔

میں نے کہا: آپ فرمائیں تو مَیں لوگوں کو اس کی خوشخبری دوں؟

آپ نے فرمایا: نہیں، ایسا نہ ہو کہ وہ اسی پر بھروسہ کر لیں۔ [1]

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ توحید خالص میں وہ طاقت وقوت موجود ہے جو موحد کو عذابِ جہنم سے بچا سکتی ہے اور جو چیز اتنی قوت والی ہے کہ عذابِ دوزخ جیسی خوف ناک چیز سے محفوظ کر دیتی ہے تو جنی اور انسانی سرکش شیاطین کے شر سے بچانا اس کے لیے کیا مشکل ہے!

---

[1] بخاری، الجهاد، باب اسم الفرس والحمار، رقم : ٢٨٥٦؛ مسلم، رقم : ٣٠۔

آیۃ الکرسی کے دس مستقبل جملے

آیۃ الکرسی کا پہلا جملہ

﴿لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ﴾

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔''[1]

[1] قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا اعلان بہت سے مقامات پر کیا گیا ہے، چند مقامات ملاحظہ کریں:

۱: ﴿وَ اِلٰـھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ج لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴾ (البقرۃ:۲/ ۱۶۳)

۲: ﴿ھُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ ط لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ﴾ (آل عمرٰن:۳/ ۶)

۳: ﴿شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لا وَ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ط لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ﴾ (آل عمرٰن:۳/ ۱۸)

۴: ﴿الَّذِیْ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ج لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ص﴾ (الاعراف:۷/ ۱۵۸)

۵: ﴿فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ط عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَ ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ﴾ (التوبۃ:۹/۱۲۹)

۶: ﴿وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـھًا اٰخَرَ م لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ قف کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ ط لَہُ الْحُکْمُ وَ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ﴾ (القصص:۲۸ /۸۸) نیز دیکھیے آل عمرٰن:۲؛ النساء:۸۷؛ الانعام:۱۰۲،۱۰۶؛ التوبۃ:۳۱؛ ھود:۱۴؛ الرعد:۳۰؛ طٰہٰ:۸،۹۸؛ القصص:۷۰؛ فاطر:۳۔ حقیقی معبود کے مزید تعارف کے لیے دیکھیے الانعام:۱۶۲۔۱۶۳؛ النمل:۶۰۔۶۴؛ الحشر ۲۲۔۲۴۔ التحیات للہ و الصلوات و الطیبات میں بھی تمام قسم کی عبادات کو اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کیا گیا ہے۔ علامہ اقبال کہتے ہیں ؎

خودی کا سر نہاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ — خودی ہے تیغ فساں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے — صنم کدہ ہے جہاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
کیا ہے تو نے متاعِ غرور کا سودا — فریب سود و زیاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
یہ مال و دولتِ دنیا، یہ رشتہ و پیوند — بتانِ وہم و گماں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
یہ نغمہ فصل گل و لالہ کا نہیں پابند — بہار ہو کہ خزاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں — مجھے ہے حکمِ اذاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

لفظ الٰہ کا مادہ ا ل ہ ہے اس مادہ سے جو الفاظ لغت میں آئے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے:

”اَلِهَ الرَّجُلُ اِذَا تَحَيَّرَ اِلِهْتُ اِلٰى فُلَانٍ اَىْ سَكَنْتُ اِلَيْهِ۔ اَلَهَ الرَّجُلُ يَاْلَهُ اِذَا فَزِعَ مِنْ اَمْرٍ فَاٰلَهَهُ غَيْرُهٗ۔ اَلِهَ الرَّجُلُ اِلَى الرَّجُلِ اِتَّجَهَ اِلَيْهِ بِشِدَّةِ شَوْقِهٖ اِلَيْهِ۔ اَلِهَ الْفَصِيْلُ اِذَا وَلَعَ بِاُمِّهٖ۔ لَاهَ يَلِيْهُ لَيْهًا وَلَاهًا اِذَا احْتَجَبَ وَارْتَفَعَ۔“

”حیران و سرگشتہ ہوا اس کی پناہ میں جا کر میں نے سکون حاصل کیا۔ آدمی کسی مصیبت یا تکلیف کے نزول سے خوفزدہ ہو اور کسی دوسرے نے اسے پناہ دی۔ آدمی نے دوسرے کی طرف شدتِ شوق کی وجہ سے توجہ کی۔ اونٹنی کا بچہ جو اُس سے بچھڑ گیا تھا ماں کو پاتے ہی اس سے چمٹ گیا۔ پوشیدہ ہوا، مستور ہوا نیز بلند ہوا۔“

ان تمام معانی مصدریہ پر غور کرنے سے معلوم کیا جاسکتا ہے کہ اَلَهَ يَاْلَهُ اِلٰهَةً کے معنی عبادت (پرستش) اور الٰہ کے معنی معبود کس مناسبت سے پیدا ہوئے۔

انسان کے ذہن میں عبادت کے لیے اولین تحریک اپنی حاجتمندی سے پیدا ہوتی ہے، وہ کسی کی عبادت کا خیال تک نہیں کرسکتا جب تک اسے یہ گمان نہ ہو کہ وہ اس کی حاجتیں پوری کرسکتا ہے، خطرات اور مصائب میں اسے پناہ دے سکتا ہے، اضطراب کی حالت میں اسے سکون بخش سکتا ہے۔

پھر یہ بات کہ آدمی کسی کو حاجت روا سمجھے اس تصور کے ساتھ لازم و ملزوم کا تعلق رکھتی ہے کہ وہ اسے اپنے سے بالاتر سمجھے، نہ صرف مرتبے کے اعتبار سے اس کی برتری تسلیم کرے بلکہ طاقت اور زور کے اعتبار سے بھی اس کی بالادستی کا قائل ہو۔

پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ سلسلۂ اسباب و علل کے تحت جن چیزوں سے بالعموم انسان کی ضروریات پوری ہوتی ہیں اور جن کی حاجت روائی کا سارا عمل انسان کی آنکھوں کے سامنے یا اس کے حدودِ علم کے اندر واقع ہوتا ہے ان کے متعلق پرستش کا کوئی جذبہ اس میں پیدا نہیں

ہوتا مثلاً مجھے خرچ کے لیے روپے کی ضرورت ہوتی ہے، میں جا کر ایک شخص سے نوکری یا مزدوری کی درخواست کرتا ہوں، وہ میری درخواست کو قبول کر کے مجھے کوئی کام دیتا ہے اور اس کام کا معاوضہ مجھے دے دیتا ہے۔ یہ سارا عمل چونکہ میرے حواس اور علم کے دائرے میں پیش آیا ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس نے میری یہ حاجت کس طرح پوری کی ہے اس لیے میرے ذہن میں اس کے لائقِ پرستش ہونے کا وہم بھی نہیں گزرتا۔ پرستش کا تصور میرے ذہن میں صرف اس حالت میں پیدا ہوسکتا ہے جب کسی کی شخصیت یا اس کی طاقت یا اس کی حاجت روائی و اثر اندازی کی کیفیت پر راز کا پردہ پڑا ہوا ہو، اسی لیے معبود کے معنی میں وہ لفظ اختیار کیا گیا جس میں رفعت کے ساتھ پوشیدگی اور حیرانی و سرگشتگی کا مفہوم بھی شامل ہے۔

پھر جس کے متعلق بھی انسان یہ گمان رکھتا ہو کہ وہ احتیاج کی حالت میں حاجت روائی کرسکتا ہے، خطرات میں پناہ دے سکتا ہے۔ اضطراب میں سکون بخش سکتا ہے اس کی طرف انسان کا اشتیاق کے ساتھ توجہ کرنا ایک امر ناگزیر ہے۔

پس معلوم ہوا کہ معبود کے لیے اِلٰہ کا لفظ جن تصورات کی بنا پر بولا گیا وہ یہ ہیں:

حاجت روائی، پناہ دہندگی، سکون بخشی، بالاتری و بالادستی، ان اختیارات اور ان طاقتوں کا مالک ہونا جن کی وجہ سے یہ توقع کی جائے کہ معبود قاضی الحاجات (ضرورتوں کو پوری کرنے والا) پناہ دہندہ ہوسکتا ہے۔ اس کی ہستی کا پُراسرار ہونا یا منظر عام پر نہ ہونا انسان کا اس کی طرف مشتاق ہونا۔ (الاسماء الحسنیٰ)

آیۃ الکرسی کا دوسرا جملہ

﴿ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ﴾

اَلْحَیُّ کا مطلب ہے، اپنے بل پر آپ زندہ، ازلی اور اَبدی حیات اس کے سوا کسی کی بھی نہیں ہے اس کے علاوہ سب کی حیات عطائی ہے، عارضی ہے، موت آشنا ہے اور فنا درآغوش ہے۔ [1]

[1] تمام مخلوقات موت سے ہمکنار ہوکر رہیں گی، نیک و بد ہر کوئی موت کا پیالہ پی کر رہے گا، حتی کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے بھی موت سے مستثنیٰ نہیں ہیں، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے بعض پیغمبروں کی وفات کا تذکرہ کیا ہے، اس دنیا میں ہمیشہ رہنے کے لیے کوئی بھی آبِ حیات پی کر نہیں آیا، اللہ تعالیٰ کے ارشادات ملاحظہ کیجیے:

۱: ﴿ اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا یُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَ لَوْ كُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ ﴾ (النساء: ٤/ ٧٨) ''تم جہاں کہیں بھی ہو گے موت تمھیں پالے گی، خواہ تم مضبوط قلعوں میں ہو۔''

۲: ﴿ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰی عٰلِمِ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ ﴾ (الجمعة: ٦٢/ ٨) ''کہہ دیجیے! بلاشبہہ وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو، تو یقینا وہ تم سے ملنے والی ہے، پھر تم ہر پوشیدہ اور ظاہر چیز کو جاننے والے کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔''

۳: ﴿ كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ﴾ (آل عمرٰن: ٣/ ١٨٥) ''ہر جان موت کو چکھنے والی ہے اور تمھیں تمھارے اجر قیامت کے دن ہی پورے دیے جائیں گے۔''

۴: ﴿ كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴾ (العنکبوت: ٢٩/ ٥٧) ''ہر جان موت کو چکھنے والی ہے، پھر تم ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے۔''

۵: ﴿ وَ مَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَاۡىِٕنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَ الْخَیْرِ فِتْنَةً وَ اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴾ (الانبیاء: ٢١/ ٣٤-٣٥) ''اور ہم نے آپ سے پہلے کسی بشر کے لیے ہیشگی نہیں رکھی، تو کیا اگر آپ فوت ہو جائیں تو یہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ ہر جان موت کو چکھنے والی ⇦ ⇦

اَلْقَیُّوْمُ مبالغہ کا وزن ہے، اس کا مطلب ہے اپنے بل بوتے پر آپ قائم اور دوسروں

⇦⇦ ہے اور ہم تمھیں برائی اور بھلائی میں مبتلا کرتے ہیں، آزمانے کے لیے اور تم ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے۔''

۶: ﴿ اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴾ (الزمر:۳۹/ ۳۰-۳۱)
''بے شک (اے نبی) آپ بھی فوت ہونے والے ہیں اور بے شک وہ بھی مرنے والے ہیں۔ پھر بے شک تم قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑو گے۔''

۷: ﴿ فَلَمَّا قَضَیْنَا عَلَیْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖۤ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ﴾ (سبأ:۳۴/ ۱۴) ''پھر جب ہم نے آپ (سلیمان علیہ السلام) پر موت کا فیصلہ کیا تو انھیں آپ کی موت کا پتا نہیں دیا مگر زمین کے کیڑے (دیمک) نے جو آپ کی لاٹھی کھاتا رہا۔''

۸: ﴿ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِیْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِیْ ﴾ (البقرة:۲/ ۱۳۳)
''یا تم موجود تھے جب یعقوب کو موت پیش آئی، جب انھوں نے اپنے بیٹوں سے کہا: میرے بعد کس چیز کی عبادت کرو گے؟''

۹: ﴿ وَ لَقَدْ جَآءَكُمْ یُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَیِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِیْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ حَتّٰۤى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ یَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ﴾ (المؤمن:۴۰/ ۳۳) ''اور بلاشبہہ یقینا اس سے پہلے تمھارے پاس یوسف واضح دلیلیں لے کر آئے تو تم ان کے بارے میں شک ہی میں رہے، جو وہ تمھارے پاس لے کر آئے، یہاں تک کہ جب وہ فوت ہو گئے تو تم نے کہا: اس کے بعد اللہ کبھی کوئی رسول نہ بھیجے گا!''

۱۰: ﴿ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ﴾ (یوسف:۱۲/ ۱۰۱) ''مجھے مسلم ہونے کی حالت میں فوت کر اور مجھے نیک لوگوں کے ساتھ ملا دے۔''

''وہ مستقلاً زندہ ہے، وہ ازلی اور ابدی ہے، صفتِ حیات اس کی جزو ذات ہے۔ موت یا عدمِ حیات اس پر نہ پہلے کبھی طاری ہوئی اور نہ آئندہ کبھی طاری ہو سکتی ہے۔ تو کیا کوئی ایسی قوم بھی ہوئی ہے جس نے اپنے معبود کی اس کھلی ہوئی اور موٹی صفت میں بھی شبہہ کیا ہو...... ایک نہیں متعدد قوموں نے شک و اشتباہ کیا۔ معنًی انکار تک اس صفت کا کیا ہے! بحرِ روم کے ساحل پر متعدد قومیں اس عقیدہ کی گزری ہیں کہ ہر سال فلاں تاریخ پر اُن کا خدا وفات پا جاتا ہے، اور دوسرے دن از سرِ نو وجود میں آ جاتا ہے! چنانچہ ہر سال اس تاریخ کو خدا یا بعل کا پتلا بنا کر جلایا جاتا تھا اور دوسری صبح اس کے جنم کی خوشی میں رنگ رلیاں شروع ہو جاتی تھیں۔ ہندوؤں کے ہاں اوتاروں کا مرنا اور پھر جنم لینا اسی عقیدہ کی مثالیں ہیں...... اور خود مسیحیوں کا عقیدہ بجز اس کے کیا ہے کہ خدا پہلے تو انسانی شکل اختیار کر کے دنیا میں آتا ہے اور پھر صلیب پر جا کر موت ⇦⇦

کے قیام و بقا کا ذریعہ اور واسطہ ہو، وہ اپنے قیام اور بقاء میں غیر کا محتاج نہیں، اس کے علاوہ ہر ایک اپنی پیدائش اور قیام و بقا میں ہر آن اس کا محتاج ہے۔ [1]

⇦⇦ قبول کر لیتا ہے۔'' (تفسیر ماجدی:۱۰۶)

ارشادِ نبوی ہے: اللہ ہمیشہ سے ہے اور اس سے پہلے کوئی چیز نہ تھی۔ (بخاری:۷۴۱۸) اللہ موت سے پاک ہے جبکہ جن و انس کو موت آ جائے گی۔ (بخاری:۷۳۸۳؛ مسلم:۲۷۱۷)

اَلْحَیُّ کے بارے حالیؔ میں کہتے ہیں ؎

وہی ایک ہے جس کو دائم بقا ہے جہاں کی وراثت اسی کو سزا ہے
سوا اس کے انجام سب کا فنا ہے نہ کوئی رہے گا نہ رہا ہے
مسافر یہاں ہیں فقیر اور غنی سب غلام اور آزاد ہیں رفتنی سب

[1] اس سلسلے میں مسیحیوں کے بے سروپا عقیدے کے بارے میں مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں: ان کا عقیدہ ہے کہ جس طرح بیٹا بغیر باپ کی شرکت و آمیزش کے خدا نہیں اسی طرح باپ پر بھی بغیر بیٹے کو شریک کئے خدا کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔ گویا جس طرح نعوذ باللہ مسیح ابن اللہ خدا کے محتاج ہیں اسی طرح خدا بھی اپنی خدائی کے اثبات کے لئے مسیح کا محتاج ہے......صفتِ قیومیت کا اثبات کر کے قرآن نے اسی مسیحی عقیدے پر ضرب لگائی ہے۔ قیوم وہ ہے جو نہ صرف اپنی ذات سے قائم ہے بلکہ دوسروں کے بھی قیام کا سبب و باعث ہے اور سب کو سنبھالے ہوئے ہے۔ اس کے سب محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں۔ (تفسیر ماجدی: ۱۰۶)

قرآن مجید میں آیۃ الکرسی کے علاوہ دو اور مقامات پر بھی اللہ تعالیٰ کی صفتِ حیات کے ساتھ صفت قیومیت کا تذکرہ ہوا ہے:

۱: ﴿ الٓمّٓ ۙ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ؕ ﴾ (آل عمرٰن:۳/ ۱۔۲) ''الٓمٓ۔ اللہ (وہ ہے کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں، زندہ ہے، ہر چیز کو قائم رکھنے والا ہے۔''

۲: ﴿ وَ عَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ ؕ ﴾ (طٰہٰ:۲۰/ ۱۱۱) ''اور سب چہرے اس زندہ رہنے والے، قائم رکھنے والے کے لیے جھک جائیں گے۔''

وسیع و عریض کائنات اور اس کی جملہ مخلوقات کو قائم رکھنے والا اور تھامنے والا اللہ القیوم ہی ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۱: ﴿ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ وَ الْفُلْكَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ یُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ ﴾ (الحج:۲۲ /۶۵) ''کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ بے شک اللہ نے تم لوگوں ⇦⇦

⇦⇦ کی خاطر مسخر کر دیا ہے جو کچھ زمین میں ہے اور ان کشتیوں کو بھی جو سمندر میں اس کے حکم سے چلتی ہیں اور وہ آسمان کو تھامے رکھتا ہے کہ زمین پر نہ گر پڑے مگر اس کے اذن سے۔''

۲: ﴿ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ۬ وَ لَىِٕنْ زَالَتَاۤ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ ﴾ (فاطر:۳۵/ ٤١) ''بے شک اللہ ہی آسمانوں کو اور زمین کو تھامے رکھتا ہے، اس سے کہ وہ اپنی جگہ سے ہٹیں اور یقیناً اگر وہ ہٹ جائیں تو اس کے بعد کوئی ان دونوں کو نہیں تھامے گا۔''

۳: ﴿ اَوَ لَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّ يَقْبِضْنَ ؕۘ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ ﴾ (الملك:٦٧ /١٩) ''اور کیا انھوں نے اپنے اوپر پرندوں کو اس حال میں نہیں دیکھا کہ وہ پر پھیلائے ہوئے ہوتے ہیں اور کبھی سکیڑ لیتے ہیں۔ رحمٰن کے سوا انھیں کوئی تھام نہیں رہا ہوتا۔''

آیۃ الکرسی کا تیسرا جملہ

﴿لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ﴾

’’اسے نہ اونگھ لاحق ہوتی ہے نہ نیند۔‘‘

سِنَةٌ کے معنی اونگھ اور نَوْمٌ کے معنی نیند کے ہیں۔ ❶

❶ اللہ تعالیٰ اونگھ اور نیند سے پاک ہے، اس لیے کہ جو سو جائے وہ معبود نہیں ہو سکتا، اللہ تعالیٰ مخلوقات کو نیند لاحق کرتا ہے مگر خود اسے نیند تو درکنار اونگھ بھی نہیں آتی، نیند کی موت سے بھی مماثلت و مشابہت ہوتی ہے، شاید اسی وجہ سے حی و قیوم کے تذکرے کے بعد نیند کا تذکرہ کیا گیا ہے، نیند کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

۱: ﴿وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا﴾ (الفرقان:۲۵/ ۴۷) ’’اور وہی ہے جس نے تمھارے لیے رات کو لباس بنایا اور نیند کو آرام اور دن کو اٹھ کھڑا ہونا بنایا۔‘‘

۲: ﴿وَمِنْ اٰیٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ﴾ (الروم: ۳۰/ ۲۳) ’’اور اس کی نشانیوں میں سے تمھارا دن اور رات میں سونا۔‘‘

۳: ﴿وَّجَعَلْنَا الَّیْلَ لِبَاسًا﴾ (النبأ:۷۸/ ۱۰) ’’اور ہم نے تمھاری نیند کو (باعث) آرام بنایا۔‘‘

۴: ﴿اَللّٰهُ یَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا ۚ فَیُمْسِكُ الَّتِیْ قَضٰى عَلَیْهَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰۤى اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ (الزمر:۳۹/ ۴۲) ’’اللہ جانوں کو ان کی موت کے وقت قبض کرتا ہے اور ان کو بھی جو نہیں مریں ان کی نیند میں، پھر اسے روک لیتا ہے جس پر اس نے موت کا فیصلہ کیا اور دوسری کو ایک مقرر وقت تک بھیج دیتا ہے۔ بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں جو غور وفکر کرتے ہیں۔‘‘

اسی طرح سورۃ الکہف (آیات ۹۔ ۲۲) میں اصحاب کہف کی نیند کا بھی ذکر کیا گیا ہے، جنھیں اٹھنے کے بعد معلوم نہیں تھا کہ وہ کتنی دیر تک سوئے رہے، اس دوران میں بدلنے والے حالات سے بھی وہ واقف نہیں تھے۔ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ایک سفر سے واپسی پر راستے میں پڑاؤ کرتے ⇦

⇦⇦ ہیں ، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی ذمہ داری لگائی گئی کہ وہ سب کو نماز کے وقت بیدار کر دیں گے مگر ان کی بھی آنکھ لگ گئی، سب لوگوں کی آنکھ اس وقت کھلی جب سورج طلوع ہو چکا تھا۔سونے کی حالت میں کسی کو بھی معلوم نہیں ہو سکا کہ فجر کا وقت گزر رہا ہے۔مخلوقات کو نیند کی نعمت سے ہمکنار کرنے والا خود نیند سے پاک ہے اس لیے کہ نیند معبود کے شایانِ شان نہیں، مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں: جاہلی مذہبوں کے دیوتا نیند سے جھوم بھی جاتے ہیں اور سونے بھی لگتے ہیں اور اسی غفلت کی حالت میں ان سے طرح طرح کی فروگزاشتیں ہو جاتی ہیں۔مسیحیوں اور یہود کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ حق تعالیٰ نے جب چھ روز میں آسمانوں اور زمین کو بنا ڈالا تو ساتویں دن اسے ستانے اور آرام لینے کی ضرورت پڑ گئی۔اسلام کا خدا دائم ، بیدار، ہمہ خبردار، غفلت، سستی اور تھکن سب سے ماوراء خدا ہے۔(تفسیر ماجدی) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اللہ نہیں سوتا اور نہ اس کے شایانِ شان ہے کہ وہ سوئے، وہ میزان کو جھکاتا اور اٹھاتا ہے، رات کا عمل دن سے پہلے اور دن کا عمل رات سے پہلے اس کے پاس پہنچا دیا جاتا ہے، اس کا حجاب نور ہے، اگر وہ اپنے حجاب کو دُور ہٹا دے تو اس کے چہرے کے انوار وتجلیات سے مخلوق میں سے ہر وہ چیز جل کر راکھ ہو جائے جس پر اس کی نظر پڑے۔(مسلم، الایمان،فی قولہ ﷺ: ان اللہ لا ینام......ح:۱۷۹)

آیۃ الکرسی کا چوتھا جملہ

﴿لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ﴾

''جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے۔''❶

❶ آسمانوں اور زمین کی ہر ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔ لَهٗ میں لام ملکیت کا ہے۔ تمام اشیاء کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے، (لوگوں کو جو کچھ اس نے عنایت کیا ہے وہ بہ طور امانت ہے، اسی لیے وہ ان چیزوں کا استعمال مالک کی مرضی کے مطابق ہی کر سکتے ہیں، ورنہ مالک کی پسند اور اجازت کے بغیر ان چیزوں کا استعمال خیانت شمار ہوگا۔) چند مزید قرآنی مقامات ملاحظہ کیجیے:

۱: ﴿لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝﴾ (الشوریٰ:۴۲/ ۴) ''اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور وہی بے حد بلند، بڑی عظمت والا ہے۔''

۲: ﴿صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ۝﴾ (الشوریٰ:۴۲/ ۵۳) ''اس اللہ کے راستے کی طرف کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اسی کا ہے، سن لو! تمام معاملات اللہ ہی کی طرف لوٹتے ہیں۔''

۳: ﴿وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ﴾ (النجم:۵۳/ ۳۱) ''اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ ہی کا ہے۔''

۴: ﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۫ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝﴾ (آل عمران:۳/ ۲۶) ''کہہ دیجیے! اے اللہ! بادشاہی کے مالک! تو جسے چاہے بادشاہی دیتا ہے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لیتا ہے اور جسے چاہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہے ذلیل کر دیتا ہے، تیرے ہی ہاتھ میں ہر بھلائی ہے، بے شک تو ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔''

۵: ﴿يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۡ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۝ؕ﴾ (فاطر:۳۵/ ۱۳) ''وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اس نے سورج اور چاند کو مسخر کر دیا، ⇦

⇦⇦ ہر ایک ایک مقرر وقت تک چل رہا ہے۔ یہی اللہ تمھارا پروردگار ہے، اسی کی بادشاہی ہے اور جن کو تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے ایک چھلکے کے مالک نہیں۔‘‘

تاہم انسانوں کی نجی ملکیت کو تسلیم کرنا قرآنی تعلیمات کے عین مطابق ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ۝ وَ ذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَ مِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ۝ وَ لَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَ مَشَارِبُ ؕ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۝ وَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَ هُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ۝ ﴾(یٰس:٣٦ /٧١-٧٥) ’’اور کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان چیزوں میں سے جنھیں ہمارے ہاتھوں نے بنایا، ان کے لیے مویشی پیدا کیے، پھر وہ ان کے مالک ہیں۔اور ہم نے انھیں ان کے تابع کر دیا تو ان میں سے کچھ ان کی سواری ہیں اور ان میں سے بعض کو وہ کھاتے ہیں۔اور ان کے لیے ان میں کئی فائدے اور پینے کی چیزیں ہیں۔تو کیا وہ شکر نہیں کرتے۔اور انھوں نے اللہ کے سوا کئی معبود بنا لیے، تاکہ ان کی مدد کی جائے۔وہ ان کی کوئی مدد نہیں کر سکتے اور یہ ان کے لشکر ہیں، جو حاضر کیے ہوئے ہیں۔‘‘

آیۃ الکرسی کا پانچواں جملہ

﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ﴾

''کون ہے جو اُس کے ہاں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے؟''❶

❶ مسیحیوں کا عقیدہ ہے کہ ابن اللہ کی حیثیت شافع مطلق کی ہے۔ انسان کے قالب میں انہوں نے اسی لیے تو جنم لیا تھا کہ اپنی جان کا فدیہ سب گنہگاروں کی طرف سے دے کر اور سب کی طرف سے صلیب پر اپنے خون کا چڑھاوا چڑھا کر قیامت میں شافع مطلق کی حیثیت سے ظاہر ونمودار ہوں اور ان کی شفاعت کے حق میں نجات کا حکم قطعی رکھے گی۔ ہمارے ہاں کے عام واعظوں اور نعت گو شاعروں نے شفاعتِ مصطفوی پر حد سے زیادہ زور دینا شروع کیا ہے، یہ صاف مسیحیت سے تاثر کا نتیجہ ہے۔ (تفسیر ماجدی: ١٠٦) حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی کسی کی سفارش نہیں کر سکے گا، آیۃ الکرسی سے پہلے والی آیت میں اسی لیے یہ کہا گیا کہ قیامت کے کوئی شفاعت نہیں ہوگی، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَ لَا خُلَّةٌ وَّ لَا شَفَاعَةٌ ؕ وَ الْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝﴾ (البقرۃ: ٢/ ٢٥٤) ''لوگو جو ایمان لائے ہو! اس میں سے خرچ کرو جو ہم نے تمھیں دیا ہے، اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس میں نہ کوئی خرید وفروخت ہوگی اور نہ کوئی دوستی اور نہ کوئی سفارش اور کافر لوگ ہی ظالم ہیں۔'' کفار ومشرکین کے سفارش کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِیْنَ ۝ؕ﴾ (المدثر: ٧٤/ ٤٨) ''پس انھیں سفارش کرنے والوں کی سفارش نفع نہیں دے گی۔'' ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِیْنَ ؕ۬ مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ وَّ لَا شَفِیْعٍ یُّطَاعُ ۝ؕ﴾ (المومن: ٤٠/ ١٨) ''جس وقت کلیجے منہ کو آئیں گے۔ اس دن ظالموں کا نہ کوئی دوست اور نہ کوئی سفارشی ہوگا جس کا کہنا مانا جائے۔'' البتہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے امتِ محمدیہ کے لیے سفارش ہوگا، چنانچہ امام طحاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: والشفاعة التی ادخرها لهم حق ''اس امت کے لیے آپ کی ذخیرہ کردہ شفاعت درست ہے۔'' اس کی شرح میں ڈاکٹر محمد بن عبدالرحمن خمیس لکھتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو شفاعت کریں گے اس کی کئی اقسام ہیں؛ ان میں سے سب سے بڑی شفاعت وہ ہے جو آپ سب اہل محشر کے لیے کریں گے، یہاں تک کہ اللہ ان کے درمیان فیصلہ ⇦

⇦⇦ کرے گا، اللہ آپ سے فرمائے گا: ......اشفع تشفع...... (بخاری،التوحید، کلام الرب عزوجل، ح: ۷۵۱۰؛ مسلم،الایمان،ادنی اهل الجنة منزلة فیها،ح:۳۲٦) ''آپ شفاعت کریں آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔'' یہ شفاعت بلاشک وشبہ ثابت ہے، یہ ایسا حق ہے جس میں ذرا بھی خلافِ حقیقت بات نہیں، اسی طرح آپ ﷺ کی شفاعت ان لوگوں کے بارے میں ہوگی جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں گی۔ ایک شفاعت وہ بھی ہے جو آپ اُن لوگوں کے لیے کریں گے جنھیں جہنم میں داخل کرنے کا حکم دیا جا چکا ہوگا، تاہم وہ اس میں داخل نہیں ہوں گے۔ آپ کی ایک شفاعت ان لوگوں کے لیے ہوگی جو جنت میں داخل ہوں گے تاہم آپ کی شفاعت سے ان کے استحقاق سے بڑھ کر اونچا درجہ عطا کیا جائے گا۔ آپ ﷺ کی شفاعت ان لوگوں کے بارے میں بھی ہوگی جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ آپ کی شفاعت عذاب کے مستحق لوگوں سے عذاب ہلکا کرنے کے بارے میں بھی ہو گی۔ آپ کی شفاعت تمام مومنوں کے جنت میں داخلے کے لیے بھی ہوگی۔ آپ کی شفاعت آپ کی امت کے کبیرہ گناہوں کے مرتکب افراد کے لیے بھی ہوگی جنھیں جہنم سے نکالا جائے گا۔ شفاعت کی یہ تمام انواع آپ ﷺ کے لیے صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔ البتہ سفارش صرف اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ہوگی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ط﴾(الزمر:۳۹/ ٤٤)''فرما دیجیے! شفاعت ساری کی ساری اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔'' ﴿وَ لَا يَشْفَعُوْنَ لا اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى﴾ (الانبیاء:۲۱/ ۲۸) ''اور وہ سفارش نہیں کرتے مگر اسی کے لیے جسے وہ پسند کرے۔'' ﴿وَ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ط﴾ (سبأ:۳٤/ ۲۳) ''اور نہ سفارش ان کے ہاں نفع دیتی ہے مگر جس کے لیے وہ اجازت دے۔'' تو ثابت ہوا کہ شفاعت درست اور حق ہے مگر یہ صرف اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ہوگی۔

(شرح العقيدة الطحاوية الميسر، ترجمہ از راقم الحروف)

آیۃ الکرسی کا ساتواں جملہ

﴿ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِۦٓ إِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ ﴾

’’اور وہ اس کی معلومات میں سے کسی چیز کا بھی احاطہ نہیں کر سکتے مگر جو وہ چاہے۔‘‘

برعکس اس کے کہ لوگوں کی علمی پہنچ صرف اس حد تک ہے جس حد تک اللہ نے چاہا کہ وہ اس کے علم میں سے حصہ پائیں اس سے آگے کسی کی رسائی نہیں۔ ❶

---

❶ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے مخلوقات کو جتنا علم دیا ہے ان کے پاس اتنا علم ہی ہے، اس سے زیادہ جاننے کا ان کے پاس کوئی ذریعہ نہیں، اور نہ وہ اپنے علم سے اس کا احاطہ کر سکتے ہیں۔ چند آیات ملاحظہ کیجیے:

۱: ﴿ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِۦ عِلْمًا ﴿١١٠﴾ ﴾ (طٰہٰ: ۲۰/ ۱۱۰) ’’اور وہ علم سے اس کا احاطہ نہیں کر سکتے۔‘‘

۲: ﴿ وَمَا كَانَ ٱللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى ٱلْغَيْبِ وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ يَجْتَبِى مِن رُّسُلِهِۦ مَن يَشَآءُ ۖ ﴾ (آل عمرٰن: ۳/ ۱۷۹) ’’اور اللہ کبھی ایسا نہیں کہ تمھیں غیب پر مطلع کرے اور لیکن اللہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے۔‘‘

۳: ﴿ قُلْ إِنْ أَدْرِىٓ أَقَرِيبٌ مَّا تُوعَدُونَ أَمْ يَجْعَلُ لَهُۥ رَبِّىٓ أَمَدًا ﴿٢٥﴾ عَٰلِمُ ٱلْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِۦٓ أَحَدًا ﴿٢٦﴾ إِلَّا مَنِ ٱرْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ فَإِنَّهُۥ يَسْلُكُ مِنۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِۦ رَصَدًا ﴿٢٧﴾ لِّيَعْلَمَ أَن قَدْ أَبْلَغُوا۟ رِسَٰلَٰتِ رَبِّهِمْ وَأَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَأَحْصَىٰ كُلَّ شَىْءٍ عَدَدًۢا ﴿٢٨﴾ ﴾ (الجن: ۷۲/ ۲۵-۲۸) ’’کہہ دیجیے! میں نہیں جانتا آیا وہ چیز قریب ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے، یا میرا رب اس کے لیے کچھ مدت رکھے گا۔ (وہ) غیب کو جاننے والا ہے، پس اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ مگر کوئی رسول، جسے وہ پسند کر لے تو بے شک وہ اس کے آگے اور اس کے پیچھے پہرا لگا دیتا ہے۔ تا کہ جان لے کہ بے شک انھوں نے واقعی اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیے ہیں اور اس نے ان تمام چیزوں کا احاطہ کر رکھا ہے جو اُن کے پاس ہیں اور ہر چیز کو گن کر شمار کر رکھا ہے۔‘‘ تمام مخلوقات حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام کا علم اللہ تعالیٰ کے لامحدود علم کے سامنے کس قدر ہے اس کا اندازہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے، حضرت خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: میرے اور آپ کے علم نے اللہ کے علم سے اتنا ہی کم کیا ہے جتنا اس چڑیا کے ٹھونگے نے سمندر سے کم کیا ہے۔ (یعنی کچھ بھی کم نہیں کیا۔)

(دیکھیے: صحیح بخاری، العلم، ما یستحب للعالم...... ح: ۱۲۲)

آیۃ الکرسی کا آٹھواں جملہ

﴿وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ﴾

''اس کی کرسی آسمانوں اور زمین پر حاوی ہے۔''

عرش و کرسی

اگر کوئی سوال کرے کہ اللہ کہاں ہے تو جواب یہ ہوگا کہ وہ آسمان پر ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے:

﴿ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ ۝ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ۖ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرِ ۝﴾ (الملك:٦٧ /١٦_١٧)

''کیا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو جو آسمان پر ہے کہ وہ تمھیں زمین میں دھنسا دے، تو اچانک وہ حرکت کرنے لگے؟ یا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو جو آسمان پر ہے کہ وہ تم پر پتھراؤ والی آندھی بھیج دے، پھر عنقریب تم جان لو گے کہ میرا ڈرانا کیسا ہے؟''

نیز ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان دعا میں اپنے ہاتھوں کو اوپر اٹھاتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ آسمان کے اوپر ہے۔ اسی طرح کسی چھوٹے بڑے سے سوال کریں کہ اللہ کہاں ہے تو وہ انگلی اٹھا کر کہے گا کہ وہ آسمان کے اوپر ہے۔

نبی پاک ﷺ کی ایک حدیث ہے کہ آپ نے اس لونڈی سے جو آزاد کرنے کے لیے پیش کی گئی تھی۔ سوال کیا: ''اَيْنَ اللّٰه؟'' ''اللہ کہاں ہے؟''

تو اس نے آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

"فِی السَّمَآءِ" "آسمان پر۔"

نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

((دَعَوْهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ))

"اسے آزاد کردو، یہ مومنہ ہے۔" ❶

اگر "فِی السَّمَآءِ" (اللہ آسمان پر ہے) کا جملہ صحیح نہ ہوتا تو اللہ کے رسول اس لونڈی کو مومنہ نہ کہتے ہاں اتنا ضرور ہے کہ "فِی السَّمَآءِ" کا مطلب "فوق السماء" "آسمان کے اوپر" ہے کیونکہ فی کا معنی فَوْقَ بھی ہوتا ہے جیسے کہ اس آیت میں ہے:

﴿فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ﴾ (التوبۃ:۹/ ۲)

"زمین کے اوپر چلو۔"

اب اگر کوئی یہ سوال کرے کہ اللہ آسمان کے اوپر کہاں ہے تو جواب یہ ہوگا کہ وہ عرش پر مستوی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

﴿الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ (طٰہٰ : ۲۰ /۵)

"وہ بے حد رحم والا عرش پر بلند ہوا۔" ❷

---

❶ مسلم، المساجد، باب تحریم الکلام فی الصلاۃ......، رقم : ۵۳۷۔

❷ اللہ تعالیٰ کے عرش پر مستوی ہونے کے بارے میں چند دیگر آیات ملاحظہ کیجیے:

۱: ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ﴾ (الاعراف:۷/ ۵۴) "بے شک تمھارا رب اللہ ہے، جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا، پھر وہ عرش پر بلند ہوا۔"

۲: ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ﴾ (یونس:۱۰/ ۳) "بے شک تمھارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر وہ عرش پر بلند ہوا۔ ہر کام کی تدبیر کرتا ہے۔"

۳: ﴿اللّٰهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ﴾ (الرعد:۱۳/ ۲) "اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو بلند کیا بغیر ستونوں کے، جنھیں تم دیکھتے ہو، پھر وہ عرش پر بلند ہوا۔"

۴: ﴿الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ الرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ ⇦

عرشِ الٰہی صرف ایک ہے قیامت کے روز بھی وہی عرش رہے گا۔ احادیث میں آتا ہے کہ عام طور پر حاملینِ عرش یعنی عرش کو اٹھانے والے فرشتے چار ہوتے ہیں مگر قیامت کے روز ان کی تعداد آٹھ کر دی جائے گی جیسا کہ سورۃ الحاقۃ میں ہے:

﴿ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ۞ ﴾ (الحاقة : ٦٩/ ١٧)

''یعنی قیامت کے روز عرشِ الٰہی کو آٹھ فرشتے اپنے اوپر اٹھائے ہوں گے۔''

اللہ تعالیٰ کے اس عرش کی صفت کہیں عظیم آئی ہے اور کہیں کریم۔ ❶

اللہ کا عرش ایک حقیقی شے ہے جس سے کبھی انکار نہیں کیا جاسکتا۔ سب سے پہلے اس نے عرش ہی کو پیدا کیا۔ زمین و آسمان کی پیدائش سے پہلے اس کا عرش پانی پر تھا۔ اللہ کا یہ عرش اتنا بڑا ہے کہ ساری زمین اور سارے آسمان اس کے سامنے ایسے ہیں جیسے کہ میدان میں پڑا ہوا ایک چھلا۔ جب قیامت کے روز ساتوں آسمان یکے بعد دیگرے پھٹتے جائیں گے تو اللہ کا عرش کھلے بندوں نظر آئے گا۔ نبی پاک ﷺ اسی عرش کے نیچے سربسجود ہو کر تمام خلائق کی طرف سے بارگاہِ الٰہی میں شفاعت کریں گے اسی عرش کے اردگرد فرشتوں کے جھتے کے جھتے صف بستہ کھڑے اللہ کی حمد وثناء تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے نظر آئیں گے میدانِ محشر

⇦⇦ بِهٖ خَبِيْرًا ۞ ﴾(الفرقان:٢٥/ ٥٩) ''وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے، چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر عرش پر بلند ہوا، بے حد رحم والا ہے، تو اس کے متعلق کسی پورے باخبر سے پوچھ لیجیے۔''

٥: ﴿ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۭ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ۭ ﴾ (السجدة:٣٢/ ٤) ''اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے درمیان کی ہر چیز کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر وہ عرش پر بلند ہوا، اس کے سوا تمھارا نہ کوئی دوست ہے اور نہ کوئی سفارش کرنے والا۔''

٦: ﴿ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۭ ﴾ (الحديد:٥٧/ ٤) ''وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر وہ عرش پر بلند ہوا۔''

❶ دیکھیے: التوبة:١٢٩؛ المؤمنون:٨٦،١١٦؛ النمل:٢٦ .

میں عرشِ الٰہی کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔
صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سات آدمیوں کو قیامت کے دن اللہ اپنے سایے میں رکھے گا جس دن اس کے سایے کے علاوہ کوئی اور سایہ نہ ہوگا۔ ایک تو انصاف کرنے والا حاکم۔ دوسرا وہ جوان جو جوانی کی امنگ سے اللہ کی عبادت میں رہا۔ تیسرا وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا رہے۔ چوتھے وہ دو آدمی ہیں جنھوں نے اللہ کے لیے دوستی رکھی زندگی بھر دوست رہے اور دوستی ہی پر مرے۔ پانچواں وہ مرد جسے کسی مرتبہ والی خوب صورت عورت نے برے کام کے لیے بلایا لیکن اس نے یہ کہہ دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ چھٹا وہ آدمی جس نے اللہ کی راہ میں ایسے چھپا کر صدقہ کیا کہ داہنے ہاتھ سے جو دیا بائیں ہاتھ کو اس کی خبر نہ ہوئی۔ ساتواں وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور اس کی آنکھیں بہہ پڑیں۔'' [1]

اب سوال یہ ہے کہ کیا اللہ عرش کا محتاج ہے کہ اگر عرش اس کے نیچے نہ رہے تو نعوذ باللہ وہ گر جائے تو جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش تو کیا، ساری چیزوں سے بے نیاز ہے وہ اپنی قدرت سے عرش اور عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کو سنبھالے ہوئے ہے۔

حاملینِ عرش کو عرش اٹھانے کی طاقت اور توفیق بھی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قوت اور توفیق سے ہوئی ہے۔

پھر سوال یہ ہے کہ اللہ عرش پر کیسے مستوی ہے تو اس کا بہترین جواب وہی ہے جو امام مالک رحمہ اللہ نے دیا ہے کہ کسی نے ان سے پوچھا کہ اللہ عرش پر کیسے مستوی ہے تو تھوڑی دیر آپ نے سر جھکایا اور پھر فرمایا:

''الاستواء معلوم و الكيف مجهول والايمان به واجب

---

[1] بخاری، الزکاۃ، الصدقة باليمين، رقم: ١٤٢٣۔

والسؤال عنه بدعة"❶

"استواء معلوم ہے مگر استواء کی کیفیت نامعلوم ہے اور اس پر ایمان لانا واجب ہے اور اس (کی کیفیت کے) سلسلے میں سوال کرنا بدعت ہے۔"

اور آپ نے سائل سے فرمایا کہ تو مجھے گمراہ دکھائی دیتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ عرش کہاں ہے؟ تو صحیحین کی ایک روایت میں اس سوال کا جواب موجود ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْأَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ، وَأَعْلَى الْجَنَّةِ، وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ، وَمِنْهُ تَفَجَّرَ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ))❷

"جب تم اللہ سے مانگو تو اُس سے (جنت) فردوس مانگو، کیونکہ وہ جنت کا درمیانی اور سب سے اونچا حصہ ہے، اور اس کے اوپر رحمن کا عرش ہے، نیز جنت کی نہریں اسی سے پھوٹتی ہیں۔"

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ عرش جنت الفردوس کے اوپر ہے۔

عرش الٰہی کی طرح اللہ کی کرسی بھی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ﴾

"اس کی کرسی آسمانوں اور زمین کو گھیرے ہوئے ہے۔"

جس سے صاف ظاہر ہے کہ کرسی زمین و آسمان سے بہت ہی بڑی ہے اور عرش خود کرسی کے مقابلے میں بہت ہی بڑا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ کرسی سے مراد علم ہے۔❸

❶ اس کے ہم معنی روایت امام بیہقی نے بیان کی ہے دیکھیے: الاسماء والصفات، ص: ۴۱۰۔

❷ بخاری، الجهاد، باب درجات المجاهدين فی سبيل اللّٰه، رقم: ۲۷۹۰۔

❸ جامع البيان للطبری: ۲/۷۷۶۔

دوسرے بزرگوں سے کرسی سے مراد 'دونوں پاؤں رکھنے کی جگہ' منقول ہے۔

ایک مرفوع حدیث میں بھی یہی مروی ہے۔ [1]

حضرت ابو مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کرسی عرش کے نیچے ہے۔

سدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آسمان و زمین کرسی کے جوف میں ہیں اور کرسی عرش کے سامنے ہے۔ [2]

ایک حدیث میں ہے کہ کرسی عرش کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے لوہے کا ایک حلقہ چٹیل میدان میں ہو۔ [3]

مولانا مودودی رحمہ اللہ نے تفہیم القرآن میں کرسی سے حکومت اور اقتدار مراد لیا ہے، اسی وجہ سے انھوں نے ﴿وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ﴾ کا یہ ترجمہ کیا ہے:

''اس کی حکومت آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوئی ہے۔''

ان کی دلیل یہ ہے کہ لفظ کرسی بالعموم حکومت و اقتدار کے لیے استعارے کے طور پر بولا جاتا ہے اردو زبان میں بھی اکثر کرسی کا لفظ بول کر حاکمانہ اختیارات مراد لیتے ہیں۔ [4]

---

[1] تاریخ مدینۃ اسلام للبغدادی ١٠/٣٤٩ میں یہ روایت مرفوعاً وموقوفاً دونوں طرح آئی ہے مگر سنداً ضعیف ہے، سفیان ثوری مدلس ہے۔

[2] جامع البیان ٢/٧٧٥۔ اس کی سند میں موسیٰ بن قارون ہے جس کے حالات نامعلوم ہیں۔

[3] جامع البیان ٢/٧٧٦۔ اس کی سند میں عبدالرحمن بن زید بن اسلم سخت ضعیف راوی ہے۔

[4] صحیح یہ ہے اس کرسی کی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں، اس سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے مشابہت لازم نہیں آئی۔ اس کرسی کو دنیا کی کرسیوں اور ان کے استعمالات پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ یہ کرسی ایسی ہی ہے جیسی اللہ جل جلالہٗ کی شان کے لائق ہے۔ ہم اس کی حقیقت نہیں جانتے۔

آیۃ الکرسی کا نواں جملہ

﴿وَلَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ﴾

''اور ان دونوں (زمین وآسمان) کی حفاظت اس پر گراں نہیں۔''

''اٰدَ يَـئُوْدُ اَوْدًا'' کے معنی ہیں کسی چیز کا ایسا بھاری ہونا کہ اس کا سنبھالنا مشکل ہوجائے۔ ❶

❶ اللہ تعالیٰ پر آسمانوں اور زمین کی حفاظت ذرا بھی گراں نہیں گزرتی اور نہ ان کی حفاظت کرنے کی وجہ سے اسے کوئی تھکاوٹ لاحق ہوتی ہے کہ اسے کسی شریک یا مددگار کی ضرورت پڑے۔مولانا عبدالماجد دریابادی تحریر کرتے ہیں:مشرک قوموں نے فرض کرلیا ہے کہ اتنے وسیع اور لق و دق سلسلۂ موجودات کی نگرانی تنہا خدا کہاں تک کرسکتا ہے۔ اس لئے نعوذباللہ وہ کبھی غافل بھی ہوجاتا ہے اور یہ کاروبار سنبھالنے کے لئے اُسے ضرورت شریکوں اور مددگاروں کی بھی پڑ گئی ہے۔خود یہود اور مسیحیوں کا عقیدہ خدا کے ستانے اور آرام لینے کے باب میں بھی اسی تخیل کی طرف مُشیر ہے۔ حِفْظُهُمَا میں تثنیہ کے صیغہ سے مراد ہے ایک طرف سلسلۂ سمٰوٰت اور دوسری طرف زمین، اور اسی لئے قرآن مجید نے ہر ایسے موقع پر صیغہ بجائے جمع کے تثنیہ استعمال کیا ہے۔(تفسیر ماجدی:۱۰۷) قرآن کریم میں مشرک اقوام کے خالق کے بارے میں ستانے اور آرام لینے کے عقیدے کی نفی کی گئی ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ لَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّ مَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ۝۳۸﴾(ق:۵۰/ ۳۸) ''اور بلاشبہ یقینا ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے چھ دنوں میں پیدا کیا اور ہمیں کسی قسم کی تھکاوٹ نے نہیں چھوا۔''اللہ تعالیٰ بڑے بڑے کام کرنے کے باوجود تھکتا اور اکتاتا نہیں، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۝۶۰ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّ جَعَلَ خِلٰلَهَاۤ اَنْهٰرًا وَّ جَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَ جَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۶۱ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا ⇦

⇦ تَذَكَّرُوْنَ ﴿٦٢﴾ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٣﴾ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٦٤﴾﴾(النمل :٢٧/ ٦٠-٦٤) ''(کیا وہ شریک بہتر ہیں) یا وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمھارے لیے آسمان سے پانی اتارا، پھر ہم نے اس کے ساتھ رونق والے باغات اگائے، تمھارے بس میں نہ تھا کہ ان کے درخت اگاتے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ بلکہ یہ ایسے لوگ ہیں جو راستے سے ہٹ رہے ہیں۔ (کیا وہ شریک بہتر ہیں) یا وہ جس نے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ بنایا اور اس کے درمیان نہریں بنائیں اور اس کے لیے پہاڑ بنائے اور دو سمندروں کے درمیان رکاوٹ بنادی؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ بلکہ ان کے اکثر نہیں جانتے۔ یا وہ جو لاچار کی دعا قبول کرتا ہے، جب وہ اسے پکارتا ہے اور تکلیف دور کرتا ہے اور تمھیں زمین کے جانشین بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ بہت کم تم نصیحت قبول کرتے ہو۔ یا وہ جو تمھیں خشکی اور سمندر کے اندھیروں میں راہ دکھاتا ہے اور وہ جو ہواؤں کو اپنی رحمت سے پہلے خوشخبری دینے کے لیے بھیجتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ بہت بلند ہے اللہ اس سے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔ یا وہ جو پیدائش کی ابتدا کرتا ہے، پھر اسے دہراتا ہے اور جو تمھیں آسمان و زمین سے رزق دیتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ کہہ لاؤ اپنی دلیل، اگر تم سچے ہو۔'' ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰهَا ﴿٢٧﴾ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰهَا ﴿٢٨﴾ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰهَا ﴿٢٩﴾ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا ﴿٣٠﴾ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰهَا ﴿٣١﴾ وَالْجِبَالَ اَرْسٰهَا ﴿٣٢﴾﴾ (النّٰزعٰت:٧٩/ ٢٧-٣٢) ''کیا پیدا کرنے میں تم زیادہ مشکل ہو یا آسمان؟ اس نے اسے بنایا۔ اس کی چھت کو بلند کیا، پھر اسے برابر کیا۔ اور اس کی رات کو تاریک کر دیا اور اس کے دن کی روشنی کو ظاہر کر دیا۔ اور زمین، اس کے بعد اسے بچھا دیا۔ اس سے اس کا پانی اور اس کا چارا نکالا۔ اور پہاڑ، اس نے انھیں گاڑ دیا۔ خالق کائنات کو تو تھکاوٹ لاحق نہیں ہوتی جبکہ مخلوق تھکاوٹ کا شکار ہو جاتی ہے اور اسے آرام کی ضرورت پیش آتی ہے، کام کاج اور محنت کرنے سے انسان کی طاقت استعمال ہوتی، یا بیماری وغیرہ سے اسے کمزوری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ طاقت کو بحال کرنے اور انرجی حاصل کرنے کے لیے اسے آرام کرنے اور کھانے پینے کی ضرورت پیش آتی ہے، یہ اس کی مجبوری ہے، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا ۫ لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿٦٢﴾﴾(الکهف:١٨/ ٦٢) ''پھر جب وہ آگے گزر گئے تو اس نے اپنے جوان سے کہا: ہمارا دن کا کھانا لا، بے شک ہم نے اپنے اس سفر سے تو بڑی تھکاوٹ پائی ⇦

⇦⇦ ہے۔'' ایوب علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ اذْكُرْ عَبْدَنَاۤ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّ عَذَابٍ ۝۴۱﴾(ص:۳۸/ ۴۱) ''اور ہمارے بندے ایوب کو یاد کیجیے، جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ بے شک شیطان نے مجھے بڑا دکھ اور تکلیف پہنچائی ہے۔''

ایک اور مقام پر مجاہدین کی تھکاوٹ کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَ مَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّ لَا نَصَبٌ وَّ لَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَ لَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۲۰ۙ﴾(التوبۃ:۹/ ۱۲۰) ''مدینہ والوں کا اور ان کے اردگرد جو بدوی ہیں، ان کا حق نہ تھا کہ وہ رسول اللہ سے پیچھے رہتے اور نہ یہ کہ اپنی جانوں کو اس کی جان سے زیادہ عزیز رکھتے۔ یہ اس لیے کہ بے شک وہ، اللہ کے راستے میں انھیں نہ کوئی پیاس پہنچتی ہے اور نہ کوئی تکان اور نہ کوئی بھوک اور نہ کسی ایسی جگہ پر قدم رکھتے ہیں جو کافروں کو غصہ دلائے اور نہ کسی دشمن سے کوئی کامیابی حاصل کرتے ہیں، مگر اس کے بدلے ان کے لیے ایک نیک عمل لکھ دیا جاتا ہے۔ یقیناً اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔'' البتہ جسے اللہ تعالیٰ تھکاوٹ سے بچا لے وہ اس سے محفوظ رہے گا جیسا کہ جنتیوں کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّ مَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ۝۴۸﴾(الحجر:۱۵ /۴۸) ''اس میں انھیں نہ کوئی تھکاوٹ چھوئے گی اور نہ وہ اس سے کبھی نکالے جانے والے ہیں۔'' ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿الَّذِيْۤ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ۝۳۵﴾(فاطر:۳۵/۳۵) ''جس نے ہمیں اپنے فضل سے ہمیشہ رہنے کے گھر میں اتارا، نہ ہمیں اس میں کوئی تکلیف پہنچتی ہے اور نہ ہمیں اس میں کوئی تھکاوٹ پہنچتی ہے۔''

آیۃ الکرسی کا دسواں جملہ

﴿ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴾

''اور وہی بلند اور عظیم ہے۔''

عَلِیُّ کا مطلب ہے ہر چیز سے بالا و برتر جس کے سامنے سب پست ہیں اور عظیم کے معنی ہیں بزرگ جس کے سامنے سب معمولی حیثیت رکھتے ہوں۔ ❶

❶ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی یہ دونوں صفات ایک اور مقام پر اکٹھی آئی ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴾ (الشورٰی:۴۲ /۴) ''اور وہی بے حد بلند، بڑی عظمت والا ہے۔'' البتہ الْعَلِیُّ کے بعد الْعَظِيْمُ کی جگہ پر اللہ تعالیٰ کی صفت کئی مقامات پر الْكَبِيْر آئی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

۱۔۲: ﴿ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴾ (الحج:۲۲ /۶۲؛لقمٰن:۳۱ /۳۰)

''اور (اس لیے) کہ بے شک اللہ ہی بے حد بلند ہے، بہت بڑا ہے۔''

۳: ﴿ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴾ (سبا:۳۴ /۲۳) ''اور وہی سب سے بلند، بہت بڑا ہے۔''

۴: ﴿ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ﴾ (المؤمن:۴۰ /۱۲)

''اب فیصلہ اللہ کے اختیار میں ہے جو بہت بلند، بہت بڑا ہے۔''

آیۃ الکرسی کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے هو عليّ عظيم کی بجائے هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ کا اسلوبِ حصر اختیار کر کے بتا دیا کہ بلندی اور عظمت و کبریائی اسی کے لیے مخصوص ہے، سید قطب شہید لکھتے ہیں: اس مقام پر اللہ سبحانہٗ کی جو صفات بیان ہوئی ہیں اِن میں یہ آخری صفات ہیں جن میں اللہ سبحانہٗ کی عظمت و بلندی کو بیان کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ عظمت و بلندی صرف اس کی ذات کے ساتھ خاص ہے اور وہ تنہا عظمت و بلندی والا ہے اور تمام دیگر صفات کی طرح اِن صفات میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں۔

کوئی انسان بھی جب کبریائی اور بلندی کے اِس مقام تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ پستی اور ذلت میں پہنچا دیتے ہیں اور اسے عذابِ آخرت اور دنیا کی رسوائیوں میں مبتلا کر دیتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَ لَا فَسَادًا ﴾ ⇦

علو،عظمت اور کبریائی میں فرق

یہ تینوں صفتیں قریب المعنی ہیں، ان کے درمیان تھوڑا سا فرق ہے،عظمت اور کبریائی دونوں کے معنی بڑائی کے ہیں لیکن کبریائی کا مفہوم نسبتاً کامل تر ہے، اسی لیے نماز، اذان، اقامت کے الفاظ مشروعہ اور دیگر ادعیہ ماثورہ میں جابجا اللہ کو کبریائی کے ساتھ موصوف کیا گیا ہے۔

نیز جاننا چاہیے کہ تسبیح تنزیہ اور تعظیم دونوں کا تقاضا کرتی ہے تنزیہ کا مطلب ہے اللہ کو تمام عیوب و نقائص سے منزہ کرنا اور تعظیم کا مطلب ہے اس کے تمام محامد اور محاسن کا اثبات کرنا۔تو اَلْعَلِيُّ کا مطلب ہوا کہ وہ تمام عیوب و نقائص سے پاک اور بلند ہے اور تعظیم کا مطلب ہوا کہ جملہ تعریفات اور خوبیاں اس کے لیے ثابت ہیں۔

⇦⇦ (القصص:۲۸/ ۸۳)''یہ آخری گھر، ہم اسے ان لوگوں کے لیے بناتے ہیں جو نہ زمین میں کسی طرح اونچا ہونے کا ارادہ کرتے ہیں اور نہ کسی فساد کا۔'' نیز فرعون کی ہلاکت کی وجہ بیان فرمائی: ﴿اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا﴾ (الدخان:٤٤ /٣١)''شک وہ ایک سرکش شخص تھا۔''

انسان خواہ کتنا ہی بلند قامت ہو جائے اور کتنی ہی عظمتیں حاصل کر لے مگر مقامِ عبودیت تک ہرگز نہیں پہنچ سکتا اور یہی حقیقت اگر نفسِ انسانی میں پوری طرح جاگزیں اور آدمی کے دل میں بخوبی مرتسم ہو جائے تو انسان کبھی تکبر اور سرکشی اختیار نہ کرے بلکہ ہر وقت اس کے دل میں اللہ کا تقویٰ اور خوف رہے۔ اور اس کا شعور اس کے جلال وعظمت کے سامنے جھکا رہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے ادب میں کوتاہی نہ کرے اور نہ اس کے بندوں پر اپنی بڑائی کا سکہ بٹھانے کی کوشش کرے۔ گویا ان صفات میں جہاں اعتقادی پہلو ہے وہاں اس کا عملی پہلو بھی ہے جو بندے کو ہمہ وقت پیش نظر رکھنا چاہیے۔(فی ظلال القرآن)

الجامع الصحیح کی آخری حدیث میں بھی اللہ تعالیٰ کی عظمت کو کبریائی کو بیان کیا گیا ہے، ارشاد نبوی ہے کہ دو کلمے ایسے ہیں جو رحمٰن کو بہت پسند ہیں، جو زبان پر ہلکے ہیں اور میزان میں بہت وزنی ہوں گے، وہ کلمات یہ ہیں: ((سُبْحَانَ اللهِ وَ بِحَمْدِهِ وَ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ)) (بخاری، التوحید، ح: ۷۵٦۳)''پاک ہے اللہ اپنی حمد کے ساتھ، اور پاک ہے اللہ بہت عظمت والا۔''

آیۃ الکرسی کے دس جملوں میں باہمی ربط

شروع میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ ہی معبود ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔

یہ ایک دعویٰ ہے چونکہ سوال ہوسکتا تھا اس کے علاوہ کوئی دوسرا معبود کیوں نہیں ہوسکتا ہے۔ لہٰذا اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اس دعوے کی دلیل میں لایا گیا یعنی اس کے علاوہ دوسرا کوئی معبود اس وجہ سے نہیں ہوسکتا کیونکہ معبود کے لیے زندہ ہونا ضروری ہے اور اللہ کے علاوہ کوئی حقیقی حیات سے متصف نہیں۔ سب کی زندگی مستعار ہے۔ فرض کیجئے کہ راشد نامی ایک شخص کو کسی مشکل کا سامنا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ میری مشکل دور ہو، اب وہ اپنی اس مشکل کو دور کرنے کے لیے کس کو پکارے؟ کیا وہ ان ہستیوں کو پکارے جو قبروں میں ہے؟

جواب یہ ہے کہ نہیں، کیونکہ جو ہستیاں قبروں میں ہیں وہ مردہ ہیں، چنانچہ قرآن میں ہے:

﴿وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ط﴾ (فاطر : ۳۵/ ۲۲)

''مردے اور زندے برابر نہیں ہو سکتے۔''

اور اگر ان کے لیے حیات کو تسلیم کرلیا جائے تو وہ حیات، حیاتِ برزخی ہے اور جو محتاج اور تہی دست ہو وہ دوسروں کی حاجت روائی اور مشکل کشائی کیسے کرسکتا ہے اور اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ مردہ زندگی کے بعد قبر میں آواز سن سکتا ہے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا وہ دنیا کی ہر زبان سے واقف ہے یا نہیں۔ مثلاً اردو زبان والا اردو میں اپنی مشکل پیش کرے گا۔ جرمن جرمنی زبان میں۔ انگریز انگریزی زبان میں آواز دے گا۔

اور اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ وہ ہستی ہر زبان سے واقف ہے تو پھر یہ سوال پیدا ہوگا کہ ایک ہی وقت میں سینکڑوں ہزاروں لوگ اپنی مشکلات اس کے سامنے پیش کردیں تو کیا وہ ان سب کی مشکلات ایک ہی وقت میں سن اور سمجھ لے گا یا اس کے لیے قطار بنانے کی ضرورت پیش آئے گی۔

چلو یہ بھی تسلیم کہ وہ ہستی ایک ہی وقت میں تمام مشکلات کو سن لیتی ہے مگر ایک شخص بولنے سے قاصر ہے اگر وہ دل ہی دل میں اپنی مشکل پیش کرے تو کیا وہ ہستی اس کی دلی فریاد سن لے گی؟ جواب یہ ہے کہ ہرگز نہیں۔

ثابت یہ ہوا کہ معبود حقیقی وہی ہوسکتا ہے جو زندہ ہوتا کہ پکارنے والے کی آواز سنے اور اس کی مشکلات دور کرے اور اللہ زندہ ہے۔

پھر اس جگہ دو سوالات پیدا ہوتے تھے ایک تو یہ کہ اللہ جو زندہ ہے کیا وہ کبھی موت سے ہمکنار بھی ہوسکتا ہے؟

دوسرا یہ کہ کیا اس کی زندگی کی بقا کا کوئی ذریعہ اور وسیلہ ہے؟

(جیسا کہ مشرکین اپنے دیوتاؤں کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ ایک خاص قسم کا مشروب سوم رس پی کر زندہ رہتے ہیں۔)

ان دونوں شبہات کا جواب اَلْحَیُّ کے بعد اَلْقَیُّوْمُ کو لا کر دیا گیا ہے کہ اللہ وہ معبود ہے جو ہمیشہ قائم اور باقی رہے گا وہ قائم بالذات ہے اور جس پر دوسروں کا قیام و بقا موقوف ہے اور زندہ رہنے کے لیے وہ کسی چیز کا محتاج نہیں۔

پھر ایک سوال پیدا ہوتا تھا کہ ٹھیک ہے ہم تسلیم کرتے ہیں کہ وہ زندہ ہے اور ہمیشہ رہے گا۔لیکن کیا اسے نیند آتی ہے اور اگر آتی ہے تو بندہ ایسے وقت میں اسے پکار رہا ہو جب اللہ نیند میں ہو تو اس کی پکار وہ کیسے سنے گا اور اس کی حاجت روائی کیسے کرے گا؟

اس کا جواب ﴿لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ﴾ سے دیا گیا ہے جس میں اونگھ اور نیند دونوں کی نفی کر دی گئی۔ سِنَةٌ یعنی اونگھ کو پہلے لایا گیا ہے اور نوم یعنی نیند کو بعد میں لایا گیا کیونکہ اونگھ غفلت کی ابتدا ہے اور نیند غفلت کی انتہا ہے اور اللہ غفلت کے تمام اثرات سے کمال درجہ پاک ہے۔

پھر یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ اللہ کسی بندے کی پکار سن کر کسی مصلحت کے تحت فوراً اس کی حاجت روائی نہ کرے تو کیا کوئی ہستی کائنات میں ایسی ہے جو دھمکا کر یا ضد کر کے اللہ کو اس

کی حاجت روائی پر مجبور کر دے؟

اس سوال کا جواب ﴿لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ﴾ سے دیا گیا کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کی ملکیت ہے وہ سب کا مالک ہے اور سب اس کے مملوک اور غلام ہیں اور غلام اور مملوک کی کیا مجال جو آقا سے ضد کر کے یا اس پر دھونس جما کر اس سے کوئی بات منوا سکے۔

پھر یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ چلو ٹھیک ہے ضد کر کے یا دھونس جما کر کوئی اس سے کوئی بات نہیں منوا سکتا لیکن یہ تو ہوسکتا ہے کہ کوئی اللہ کا چہیتا، بزرگ، ولی، پیر، فقیر، کوئی مقرب بارگاہِ الٰہی اللہ کے حضور اس آدمی کی حاجت روائی کے بارے میں سفارش کر سکے؟

تو اس سوال کا جواب ﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ سے دیا گیا کہ اس کے حضور کوئی اس کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش نہیں کر سکتا۔

پھر یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ ٹھیک ہے اس کی اجازت کے بغیر کوئی کسی کی سفارش نہیں کر سکتا لیکن اگر وہ اجازت دے دے تب تو کر ہی سکتا ہے؟

اس کا جواب ﴿يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ﴾ سے دیا گیا ہے کہ اجازت کے بعد اللہ کے سامنے کسی کے بارے میں سفارش کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اللہ کی معلومات میں اضافہ کرنے جا رہا ہے یا یہ کہنے کی پوزیشن میں ہو کہ جس آدمی کے بارے میں وہ سفارش کرنے جا رہا ہے اس کے حالات کے بارے میں نعوذ باللہ اللہ کو پوری آگاہی نہیں ہے بلکہ اسے اس کے تمام احوال کا مکمل علم ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کے آگے پیچھے اور اس کے ماضی و مستقبل اور ہر چیز سے باخبر ہے۔

پھر سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ کوئی اس کی معلومات میں اضافہ کیوں نہیں کر سکتا؟

تو اس کا جواب ﴿وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ج﴾ سے دیا گیا ہے کہ کسی ہستی کا بھی یہ درجہ و مرتبہ نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علم کے کسی حصے کا احاطہ کر سکے اور دوسروں کو جو علم ملا ہے وہ اسی سے ملا ہے اور بس اتنا ہی ملا ہے جتنا اس نے از خود اپنے بندوں

میں سے کسی کو دے دیا۔ اللہ کا علم لامحدود اور دوسروں کا علم محدود ہے، تو بھلا ایک محدود علم والا لامحدود علم والے کی معلومات میں کیسے اضافہ کر سکتا ہے!

پھر یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ ہوسکتا ہے آسمانوں اور زمین میں کوئی ایسا گوشہ اور کونا ہو جو اس کے دائرۂ اقتدار سے باہر ہو اور کوئی حاجت مند اس کو اس گوشے سے پکارے تو اس کی حاجت روائی وہ کیسے کرے گا؟

تو اس کا جواب ﴿وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ﴾ سے دیا گیا ہے کہ یہ صورت نہیں کہ اس کی وسیع مملکت کے بعض گوشے ایسے ہوں جہاں اسے اپنا اقتدار جمانے میں کامیابی نہ ہو رہی ہو بلکہ اس کا اقتدار آسمانوں اور زمین کے ہر گوشے اور ہر کونے پر حاوی ہے۔

پھر یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ اتنی بڑی کائنات کے نظام کو خوش اسلوبی سے چلانے اور اتنی بڑی سلطنت کو سنبھالنے میں اسے دشواری تو نہیں ہو رہی ہے جس کی وجہ سے وہ دوسرے معبودوں کو اپنا شریک اقتدار بنانے پر مجبور ہو؟

تو اس کا جواب ﴿وَلَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا﴾ سے دیا گیا ہے کہ وہ اکیلا ہی اپنی اس زمین و آسمان پر حاوی مملکت کا انتظام کرتا ہے اور ذرا بھی اس کا بوجھ محسوس نہیں کرتا کہ وہ کسی کی طرف سے ہاتھ بٹانے کا محتاج ہو۔

آخر میں فرمایا کہ اللہ علی اور عظیم ہے، یعنی اس کی ہستی بہت ہی بلند اور بڑی ہی عظیم ہے۔ اس کے علم، اس کی قدرت اور اس کی وسعت کو اپنے محدود پیمانوں سے نہ ناپو ورنہ اس کے بارے میں گمراہیاں پیدا ہوں گی اور شرک کی راہیں کھلیں گی۔

مؤلف کی تحریری کاوشیں

۱: حجیت حدیث در رد موقف انکار حدیث
۲: گناہوں کی بخشش کے دس اسباب
۳: تفسیر آیت الکرسی ۴: تفسیر سورۃ اخلاص
۵: ردتقلید، قرآن وحدیث اور اقوال ائمہ وعلماء کی روشنی میں
۶: اپنے بندوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی ۱۰ وصیتیں
۷: یا ایھا الذین اٰمنوا کی تفسیر
۸: پیارے نبی ﷺ کی پانچ پیاری نصیحتیں ۹: مختصر تاریخ اہل حدیث
۱۰: عورت اور اسلام ۱۱: دل (قلب کی ماہیت)
۱۲: احسن الجدال بجواب راہ اعتدال
۱۳: رفع الشکوک والاوہام بجواب ۱۲ مسائل ۲۰ لاکھ انعام
۱۴: مقاصد وتراجم ابواب بخاری (زیر طبع)
۱۵: نکات قرآن (۲ جلدیں۔ایک ہزار صفحات) (زیر طبع)

ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن کی تالیفات

۱: فتاویٰ افکارِ اسلامی، ۳۱۳ سوالات کے جوابات
۲: تفسیر معارف البیان، سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرۃ (۵۰ آیات)
۳: مظلوم صحابیات رضی اللہ عنھن، ظلم وناانصافی کی نوعیت
۴: شوقِ عمل، ارکانِ اسلام پر عمل کی ترغیب
۵: سیاحتِ امت المعروف بہ شوقِ جہاد
۶: سجدۂ تلاوت کے احکام اور آیاتِ سجدہ کا پیغام
۷: لغت عرب کے ابتدائی قواعد اور جدید عربی بول چال مع قصص النّبیین (عربی، اردو، انگریزی)
۸: التأثیر الاسلامی فی شعر حالی (ایم اے عربی کا مقالہ)
۹: تفسیر میں عربی لغت سے استدلال کا منہج (Ph.D کا مقالہ)
۱۰: اسلام کے بنیادی عقائد ونظریات اور اعمال وآداب
۱۱: مساجد کی آبادکاری

۱۲: اسلام کا تجارتی ضابطہ اخلاق
۱۳۔ پریشانیوں اور مشکلات کا حل (شہباز حسن/ حافظ حمزہ کاشف)
۱۴: جنت کا منظر معہ جنت میں داخلے کا سبب بننے والے اعمال (شہباز حسن/ حافظ حمزہ کاشف)
۱۵: دوزخ کا منظر معہ جہنم میں داخلے کا سبب بننے والے اعمال (شہباز حسن/ حافظ حمزہ کاشف)
۱۶: عُلوم اسلامیہ (پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اسرائیل فاروقی رشہباز حسن)
۱۷: اسلامی تعلیمات (پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اسرائیل فاروقی رشہباز حسن)
۱۸: مقامِ قرآن (میاں انوار اللہ رشہباز حسن)
۱۹: انسان اور قرآن (میاں انوار اللہ رشہباز حسن) (زیرِ طبع)

اردو تراجم اور تعلیقات

۱: بدعات کا انسائیکلو پیڈیا (قاموس البدع کا ترجمہ واستدراک)
۲: صداقت نبوتِ محمدی (دلائل النبوۃ از ڈاکٹر منقذ کا ترجمہ وتعلیق)
۳: غسل، وضو اور نماز کا طریقہ مع دعائیں (الوضوء والغسل والصلاۃ کا ترجمہ وتعلیق)
۴: بیماریوں کا علاج، دعا، دم اور غذا کے ذریعے (الدعاء، ویلیہ العلاج بالرقی من الکتاب والسنۃ از ابن وھف قحطانی)
۵: جہنم اور جہنمیوں کے احوال (النار حالھا واحوال اھلھا کا ترجمہ وتعلیق)
۶: خوش نصیبی کی راہیں (طریق الھجرتین وباب السعادتین از حافظ ابن قیم کا ترجمہ اور تلخیص وتعلیق)
۷: جنت میں خواتین کے لیے انعامات (احوال النساء فی الجنۃ)
۸: فرقہ پرستی کے اسباب اور ان کا حل (الافتراق۔ اسبابھا وعلاجھا) (زیرِ طبع)
۹: اصول الکرخی
۱۰: دنیا ڈھلتی چھاؤں (الدنیا ظل زائل) (زیرِ طبع)
۱۱: صحیح بخاری میں امام بخاری رحمہ اللہ کا منہج (عادات الامام بخاری فی صحیحہ: شیخ عبدالحق ہاشمی رحمہ اللہ)

نظر ثانی شدہ کتب

۱۔ اردو ترجمہ قرآن مجید (مولانا محمد ارشد کمال)
۲۔ صحیح ابن خزیمہ (ترجمہ وشرح)
۳۔ مشکوۃ المصابیح (ترجمہ)

۴۔ حدیث اور خدام حدیث (میاں انوار اللہ)
۵۔ الاسماء الحسنی (میاں انوار اللہ)
۶۔ المسند فی عذاب القبر (مولانا محمد ارشد کمال)
۷۔ عذاب قبر، قرآن کی روشنی میں (مولانا محمد ارشد کمال)
۸۔ ذکر اللہ کے فوائد (پروفیسر عنایت اللہ مدنی)
۹۔ حقانیت اسلام (پروفیسر محمد انس)
۱۰۔ تقلید کی شرعی حیثیت (تخریج وتحقیق شدہ) از جلال الدین قاسمی
۱۱۔ منکرین حدیث کی مغالطہ انگیزیوں کے علمی جوابات (تخریج وتحقیق اور اضافہ شدہ) از حافظ جلال الدین قاسمی
۱۲۔ گناہوں کی معافی کے دس اسباب (تخریج وتحقیق اور تعلیقات کے ساتھ) از حافظ جلال الدین قاسمی
۱۳۔ اللہ تعالیٰ کی دس تاکیدی نصیحتیں (تخریج وتحقیق اور تعلیقات کے ساتھ) (حافظ جلال الدین قاسمی)
۱۴۔ سورۃ الاخلاص کا پیغامِ توحید (تخریج وتحقیق اور تعلیقات کے ساتھ) (حافظ جلال الدین قاسمی)
۱۵۔ آیت الکرسی اور عظمت الٰہی (تخریج وتحقیق اور تعلیقات کے ساتھ) (حافظ جلال الدین قاسمی)
۱۶۔ توبہ کا دروازہ (میاں انوار اللہ)
۱۷۔ اصولِ کرخی پر ایک نظر
۱۸۔ اسلامی عقائد۔ دو مسلمانوں کا مکالمہ (وارثان انبیاء)
۱۹۔ نجات پانے والے فرقے کا عقیدہ (عبدالحق ہاشمی رحمہ اللہ)